انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی (ائی ایس آئی ایس): ایک تعارفی مطالعہ

(Institute for the Secularization of Islamic Society (ISIS): An Introductory Study)

*محمد طاہر جان

Abstract

Institute for the secularization of Islamic Society is an American organization of the writers which aims to infuse the values of secularism, democracy and human rights in Islamic Society. *Ibn Warrāq* is the founding father of the organization. Other members are from different walks of life but the commonality among them is that all of them are free thinkers and critics of Islamic Society. The present article provides an overview of the basic principles of the organization and the brief introduction of *Ibn Warrāq's* life and works. The objective of this article is to acquaint the Muslims in general and the students and scholars of the Islamic Studies in particular from such organized efforts against Islam.

Keywords: Secularization, *Ibn Warrāq*, Human rights, organized efforts against Islam

انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی مصنفین کی ایک تنظیم ہے جو اسلامی معاشرہ میں سیکولرازم، جمہوریت اور انسانی حقوق کی ترویج کے دعویٰ کے ساتھ کام کرتی ہے۔ ادارہ کے ساتھ کام کرنے والے تمام مصنفین ادارہ کے ساتھ کل وقتی طور پر کام نہیں کرتے بلکہ مختلف بین الاقوامی اخبارات، رسائل، جرائد، ٹیلی ویژن نیٹ ورکس، ریڈیو، انٹرنیٹ اور این جی اوز سے منسلک ہم خیال مصنفین کے ادارہ کی پالیسی سے مطابقت رکھنے والے آرٹیکلز، کالمز، انٹرویوز، وغیرہ کو انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے نشر یا شائع کیا جاتا

*لیکچرر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج گوجرہ

ہے امزید برآں ہم خیال مصنفین کے دیگر اداروں سے چھپنے والے مضامین یا تحریر کردہ کتب پر بھی ریویو دیئے جاتے ہیں ۔ اس مقصد کے لیے ادارہ کے نشر کردہ ریڈیو بلیٹن اور آفیشل ویب کے استعمال کے ساتھ ساتھ مختلف سیمینارز اور کانفرنسوں کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ ایک بڑے سنٹر جسے سنٹر فار انکوائری[2] کہا جاتا ہے، کا ایک حصہ ہے۔انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کا قیام 1998ء میں سابق مسلمانوں (مرتدین) کی جانب سے عمل میں آیا۔ابن ورّاق اس کا بانی تھا۔اس گروپ کا مقصد گروپ کے اپنے مطابق عقیدہ ومذہب کی بنا پر پھیلے ہوئے جنون، تشدد اور دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہے یہ تنظیم کسی بھی قسم کا نظام عقائد یا مذہبی دستورِ اداراک پیش نہیں کرتی بلکہ یہ سیکولر قانون ،آزادی رائے اور عالمی اعلامیہ برائے انسانی حقوق پر بحث کرتی ہے۔ابن ورّاق 2005 تک انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کی چیئر پر براجمان رہا۔انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی (ISIS) سنٹر فار انکوائری کے معاون ادارہ کے طور پر کام کرتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے آفیشل ویب پیج پر موجود بنیادی اصولوں کے بیان[3] کا مطالعہ موضوع کے تعارف کے ضمن میں پیش کیا جاتا ہے جس کے مطابق اِس انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ایسا

---

[2] سنٹر فار انکوائری (CFI) کا قیام 1991ء میں Paul Kurtz نامی شخص کی جانب سے دو قریب ایک سے مقاصد رکھنے والے اداروں Committee for the Scientific Investigation of Claims of the Paranormal (CSICOP) اور Council for Secular Humanism (CSH) کے ملاپ سے امریکہ میں عمل میں آیا۔ جسے آفیشل طور پر آرگنائزیشن کا درجہ دیا گیا۔اس کا ہیڈ کوارٹر نیویارک میں ہے جبکہ ذیلی دفاتر اور شاخیں امریکہ کی بیشتر ریاستوں کے علاوہ دنیا کے بیس سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں۔سنٹر فار انکوائری کا مقصد ایک سیکولر معاشرہ کے قیام کی جدوجہد کرنا ہے جو سائنس، عقل ،آزادئ تفتیش اور فطرتِ انسانی کی اقدار پر قائم ہو۔2006ء سے سنٹر فار انکوائری کو اَقوامِ متحدہ میں یُو این اِکنامک اینڈ سوشل کونسل [ECOSOC] کے ماتحت ،بحثیت NGO خصوصی مشاورتی درجہ حاصل ہے۔ سنٹر فار انکوائری اَقوامِ متحدہ کے ہیڈ کوارٹر[2] میں آفیشل نمائندگی کی حامل ہے جبکہ اسے انسانی حقوق کونسل جنیوا میں بھی نمائندگی حاصل ہے جہاں بین الاقوامی انسانی حقوق مکالمہ میں سیکولر اقدار کے فروغ کے لیے کام کیا جاتا ہے۔سنٹر فار انکوائری کا مِشن عالمی انسانی حقوق کی سیکولر اور سائنسی نقطہ نظر سے حفاظت کرنا اور انسانی حقوق کے لیے قوانین میں بہتری لانا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے انسانی حقوق کے تین شعبہ جات پر توجہ دی جاتی ہے جن میں مذہبی حقوق (آزادئ مذہب،آزادئ عقیدہ،آزادئ اظہار)، خواتین کے حقوق اور ہم جنس پرستوں (LGPT) کے حقوق شامل ہیں۔

[3] "Statement of Principles", Center for Inquiry, Accessed December 12, 2015. https://www.centerforinquiry.net/isis

جمہوری معاشرہ اور سیکولر سٹیٹ معرضِ وجود میں لائی جائے جو کسی بھی مذہب، مذہبی آئین یا مذہبی قاعدے کی ترویج نہ کرتی ہو۔ اِس کا اختیار انسانی وضع شدہ قانون سے قوّت پاتا ہو نہ کہ کسی مذہبی رواج یا وحی والہام کے تابع ہو۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے نزدیک مسلمان، جنھیں وہ اسلامی بنیاد پرستوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں، ایسی حکومت چاہتے ہیں جس میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ کی ذات ہے جبکہ جمہوریت میں یہ عوام الناس کے تابع ہے۔ چنانچہ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی ریاست اور مذہب کی علیحدگی کا پُرزور حامی ہے اور اس کے مطابق اسی میں انسانیت کی جبر سے نجات ممکن ہے۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی انسان ساختہ مجموعہ ہائے قوانین کے تابع ساری انسانیت کو کرنا چاہتا ہے جس میں مرد وزن بلا کسی تفریق کے برابر ہوں۔

انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی مذہبی انتہا پسندی، عدمِ برداشت، متشددانہ بنیاد پرستی اور دہشت گردی کی مخالفت میں پُر عزم ہے اور اس کا اظہار (اپنے تئیں) انتہا پسندوں کی غربتِ فکر، اُن کے دعوؤں کے تاریخی طور پر بے بنیاد ہونے اور ان کے دلائل کے فلسفیانہ اعتبار سے ناکافی ہونے اور ان کے خیالات کے غلبہ پسند ہونے کا پتہ لگا کر کرتی ہے۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے نزدیک آزادانہ تفتیش اور آزادیٔ رائے کی حفاظت ان کا بنیادی کام ہے اس بنیاد پر وہ اپنا حق سمجھتے ہیں کہ اسلام کی تاریخی بنیادوں کا جائزہ لیں اور مسلمانوں کے عروج وزوال کا، جسے وہ اسلام کے عروج وزوال سے موسوم کرتے ہیں، تاریخ انسانی کے عمومی نظام ہائے کی روشنی میں مطالعہ کریں۔

زیرِ نظر مضمون میں انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے اپنے مرتب کردہ اصول و ضوابط کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لینا مقصود ہے کہ فلاح انسانیت کے نام پر جس غیر جانبدارانہ فکر کے استعمال کا انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی دعوی کرتی ہے وہ خود اس تحقیق و تفتیش میں کس حد تک غیر متعصب ہے۔ انکارِ مذہب یا سیکولرائزیشن ہی اگر انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے نزدیک انسانی ترقی کا ضامن ہے تو پھر اسلامی معاشرہ (Islamic Society) کی بجائے مذہبی معاشرہ (Religious Society) کی اصطلاح کیوں استعمال نہیں کی گئی۔ مزید برآں انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے مستقل اور عارضی ممبران کی طرف سے اور ادارہ کی شائع کردہ کتب ورسائل، مضامین، اور بلیٹنز میں کس قسم کے موضوعات کو قابلِ بحث گردانا جاتا ہے اور اپنے دلائل کو کس حد تک عقلی اور تاریخی حوالوں سے غیر جانبدارانہ طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

دورِ حاضر کی سائنسی اور مادی ترقی نے مابعد الطبعیات شعبہ ہائے علوم میں نئے تحقیقی طرق متعارف کروا دیئے ہیں۔ سائنسی اور مادی ترقی نے عقلیت پسندی کو فروغ دیا ہے۔ وحی والہام کے مقابلہ میں عقل و دانش کے استعمال کی ملحدانہ روش گو قدیم ہے مگر عصرِ حاضر میں اس کا استعمال بہت زیادہ عام ہے۔ ایسے میں علومِ اسلامیہ کے ایک طالب علم پر خصوصی طور پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی استعداد اور بساط کے لحاظ سے اللہ کے دین کے مخالفین کے اختیار کردہ نت نئے طریقوں کو بے نقاب کرے اور عام مسلمانوں کو ہر تکفیری سعی و کوشش سے باخبر و آگاہ رکھے۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی

کے روپ میں اسلام کے خلاف ایک ایسی ہی تحریک جاری ہے جس کا ادراک اور جس کے عزائم سے آگاہی اس تحقیقی مضمون کا مقصد ہے۔ ذیل میں انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کی ویب سائٹ[4] پر بیان کردہ اس ادارہ کے عملی مقاصد کا مفہوم پیش کیا جاتا ہے جو بذاتِ خود اس موضوع کی تحقیقی اہمیت پر دال ہے:

1. اسلامی ممالک میں سیکولر اور آزادانہ رائے رکھنے والے لوگوں کا نیٹ ورک قائم کرنا۔
2. اسلامی معاشروں میں باہمی مدد، عورتوں کی حالتِ زار اور ان کی کامیابیوں کو اجاگر کرنے کے لیے خواتین کا نیٹ ورک قائم کرنا۔
3. اسلام اور قرآن کے ماخذوں کے حوالہ سے جدید ترین تحقیقی معلومات پیش کرنا۔
4. اسلامی معاملات و مسائل کے حوالہ سے میڈیا پر بات چیت کرنا اور معلومات کے متبادل ماخذ مہیّا کرنا۔
5. دہشت گردی اور جبر کے واقعات کی تشہیر کرنا۔
6. آزادی رائے کی جدوجہد میں شہید ہونے والوں کو خراج تحسین پیش کرنا اور ان کے کام اور نظریات کی ترویج کرنا۔
7. مصنفین، صاحبانِ علم، سیاست دانوں اور سرگرم کارکنان کو ادارہ کے ممبر بننے اور مباحثہ میں حصہ لینے کی طرف مائل کرنا۔
8. کتب، آرٹیکلز اور نیوز رپورٹس کا ڈیٹا بیس تیار کرنا، قابلِ مطالعہ کتب اور متون کی مختصر تعلیقاتی کتابیات تیار کرنا اور قابلِ مطالعہ مضامین کی فہرست مہیا کرنا۔
9. ادارہ کے عوامل بالخصوص اہم متون کے ترجمہ کے لیے مالی معاونت تلاش کرنا۔
10. ویب بیسڈ نیوز لیٹر "Secular Islam" شائع کرنا[5]۔

مندرجہ بالا مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے علومِ اسلامیہ کا کوئی صاحبِ فکر اور ذی شعور طالب علم اس ادارہ کی سرگرمیوں اور شائع کردہ کتب و رسائل سے علماء اسلام کی لاعلمی کو مستحسن نہیں گردان سکتا، مگر عملی صورتحال اس سے مختلف ہے۔ مملکتِ خداداد پاکستان کے اسلامیات کے طالب علموں اور اساتذہ کی ایک کثیر تعداد ہنوز انگریزی زبان سے نابلد ہے۔ اس لیے محض زبان سے ناواقفیت مستشرقین کی طرف سے پیدا کردہ کئی شبہات کو جاننے اور ان سے پیدا شدہ اشکالات کا جواب دینے میں مانع ہے۔ دوسری جانب انگریزی زبان پوری طرح سمجھنے والے کئی پاکستانی مسلمان دینِ اسلام کے

[4] www.centerforinquiry.net/isis

[5] "Practical Goals", Center For Inquiry, Accessed December 12, 2015.

https://www.centerforinquiry.net/isis

باقاعدہ طالب علم نہیں ہوتے اور وہ دین کا ضروری علم نہ رکھنے کی وجہ سے اس قسم کے اداروں کے پیش کردہ ابہامات کامناسب جواب نہیں دے پاتے یا پھر ان کے عقلی دلائل سے مرعوب ہو کر انہی کی زبان بولنے لگتے ہیں۔اور یوں ایسے اداروں کے مذموم مقاصد کی تکمیل کا باعث بنتے ہیں۔ یہ تحقیقی مضمون اس ادارہ کی اقوامِ متحدہ سے نسبت کی وجہ سے اس کی سرگرمیوں کے تمام عالمِ انسانی بالخصوص عالمِ اسلام پر براہِ راست اثرات کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کی شائع کردہ کتب ورسائل اور ٹیلی ویژن، ریڈیو اور انٹرنیٹ پر اس کی سرگرمیوں کا اُردو زبان میں جائزہ پیش کرتا ہے۔

سیکولر اسلام سمِٹ: سینٹ پیٹرز برگ اعلامیہ 2007

5اپریل 2007 کو انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے زیر انتظام روس کے شہر سینٹ پیٹرز برگ میں سیکولر اسلام سمٹ کا انعقاد ہوا جس میں انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے قریب تمام تر مصنفین اور ہمدردوں نے شرکت کی، اس کے اختتام پر ایک اعلامیہ جاری کیا گیا۔جس سے انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے مقاصد مکمل طور پر واضح ہوجاتے ہیں۔اس اعلامیہ کے مندرجات درج ذیل ہیں:

1. ہم سیکولر مسلمان اور اسلامی معاشروں کے سیکولر افراد ہیں۔ہم میں مذہب کے ماننے والے متشککین اور مذہب کاانکار کرنیوالے شامل ہیں۔
2. ہم ایک بڑی کش مکش کی وجہ سے اکٹھے ہوئے ہیں جو مغرب اور اسلام کے مابین نہیں ہے بلکہ آزادی اور غلامی کے درمیان ہے۔
3. ہم انفرادی ضمیر (ایک فرد کے) کی قابل احترام آزادی کی حمایت کرتے ہیں۔
4. ہم تمام انسانوں کی برابری کے قائل ہیں۔
5. ہم مذہب وریاست کی علیحدگی پرزور دیتے ہیں۔
6. ہم بین الاقوامی انسانی حقوق کی بجاآوری کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔
7. ہم آزادی، عقل پسندی، اور برداشت کی اقدار، قبل از اسلامی تاریخ اور اسلامی معاشروں سے حاصل کرتے ہیں۔ان اقدار پر مغرب یامشرق کی اجارہ داری نہیں یہ ساری انسانیت کا مشترکہ اخلاقی ورثہ ہیں۔
8. ہم اس میں کسی قسم کی عصبیت، اجارداری، یا اسلام کا خوف " اِسلاموفوبیا" محسوس نہیں کرتے کہ اسلامی تعلیمات کو مشق تنقید بنایا جائے یاان کی مذمت کی جائے جب وہ انسانی عقل یا انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہوں۔
9. ہم دنیا بھر کی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ

i) شریعہ قانون فتویٰ عدالتوں، ملائیت کے قوانین اور ریاستی طور پر نافذ کردہ مذہب کو مسترد کردیں۔ اس کی تمام صورتوں کی مخالفت کریں انکار مذہب اور توہین مذہب کی تمام تر سزاؤں کی مخالفت

کریں چونکہ حقوق انسانی کے عالمی اعلامیہ کے آرٹیکل 18 کے تحت تمام افراد کو (مذہبی) آزادی حاصل ہے۔

(ii خواتین کے ختنہ، عزت/غیرت کے نام پر قتل، زبردستی نقاب کروانا زبردستی شادی اور دیگر استحصال کی صورتوں کو ختم کردیں۔ نسلی اور جنسی اعتبار سے اقلیتوں کے حقوق کی قتل و تشدد سے پامالی سے حفاظت کریں۔

(iii اُس فرقہ پرور نصاب کا خاتمہ/اصلاح کریں جو غیر مسلموں کے حوالہ سے عدم برداشت اور نفرت پیدا کرتا ہے ایسے خوشگوار ماحول کی حوصلہ افزائی کریں۔ جس میں تمام تر موضوعات پر بے خوف وخطر کھل کر بات کرنے کی آزادی ہو۔

10. ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلام کو طاقت کے بھوکے افراد اور قدامت پسندانہ فکر سے رہائی دلائی جائے جو اسلام کو تمام دنیا پر غالب کرنے کی آڑ میں اسے جکڑے ہوئے ہیں۔

11. ہم تمام اہل علم اور مفکرین کو یہ دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ بے خوفی سے اسلام کے بنیادی ماخذوں اور ذرائع کا معائنہ کریں۔ اور آزادانہ سائنسی اور روحانی انکوائری کے تصورات کو بین الثقافتی تراجم، پبلشنگ اور میڈیا کے ذریعے نافذ کریں۔ ہم متبعین اسلام سے کہتے ہیں کہ ذاتی عقیدہ کی حد تک اسلام کا مستقبل روشن ہے مگر ایک سیاسی نظریہ کے طور پر یہ قابل قبول نہیں۔

12. عیسائیوں، بدھوں، ہندوؤں، بہائیوں اور دیگر تمام غیر مسلم اقوام سے ہم کہتے ہیں کہ ہم آزاد اور برابر کے شہری کی حیثیت سے آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔

13. ملحدین (Nonbelievers) سے ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم آپکی سوال کرنے اور اختلاف رائے رکھنے کی مکمل آزادی کے پرزور حامی ہیں۔

14. قبل اس کے کہ ہم میں سے کوئی امت مسلمہ کا ممبر ہے، یا باڈی آف کرائسٹ کا حصہ ہے۔ یا پیغمبروں پر یقین رکھتا ہے۔ ہم اپنے ضمیر کے تشکیل کردہ معاشرہ کے ممبر ہیں وہ افراد جو اپنا رستہ خود چنتے ہیں یا جنھیں اپنے لیے خود ہی چننا چاہیے[6]۔

اس اعلامیے کے توثیق کنندگان کے نام درج ذیل ہیں:

[6]"The Saint Petersburg Declaration", Center For Inquiry, Accessed November 19, 2015. https://www.centerforinquiry.net/isis

ابن ورّاق ، ایان ہرسی علی ۔ مجدی علّام ۔ مثال آلوسی ، شاکر نابلوسی ، نونی درویش ، افشین ایلی اَن ، توفیق حمید ، شہر یار کبیر ، حسن محمود ، وفا سلطان ، عامر طہیری ، مندہ ژند ایروَن ، بنفشے ژند بو نازی

مندرجہ بالا افراد میں سے چند ایک مصنفین کے طور پر جانے جاتے ہیں جبکہ دیگر میڈیا سے متعلق ہیں۔ یہ تمام افراد جیسا کہ اس اعلامیہ کے مندرجات سے واضح ہے کہ اپنے سیکولر نظریات اور انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولر آئزیشن آف اسلامک سوسائٹی سے تعلق کی وجہ سے سینٹ پٹیر ز برگ میں جمع ہوئے۔ ان تمام افراد نے اپنے دائرہ کار میں انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولر آئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے مقاصد کے حصول میں اپنا کردار ادا کیا۔ ابن ورّاق اس ادارہ کا بانی اور روح رواں تھا۔

ابن ورّاق

ابن وراق دور حاضر میں اسلام پر نقد کے حوالہ سے ایک معروف شخصیت کا قلمی نام ہے وہ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولر آئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کا بانی ہے اس سے قبل ابن ورّاق سنٹر فار انکوائری میں سنٹر ریسرچ فیلو تھا۔ جہاں اس کا ترجیحی کام قرآن پر نقد تھا۔[7] اس وقت ابن ورّاق ورلڈ انکاؤنٹر انسٹی ٹیوٹ کے نائب صدر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔[8] اسلام پر ورّاق کے نقد کو بعض حد سے زیادہ مناظراتی اور ترمیم پذیر قرار دیتے ہیں جبکہ بعض اسے عُمدہ تحقیق گردانتے ہیں۔ ابن ورّاق نے اسلام کے اولین عہد کی تاریخ لکھی ہے اور اس میں بہت سے معروف اور متداول رجحانات سے ہٹ کر الگ نقطہ اپنایا ہے۔ اس نے اپنا نام ابن ورّاق سیکورٹی خدشات کی وجہ سے اختیار کیا ہے ابن ورّاق کا لفظی مفہوم "کاغذ بنانے والے کا بیٹا ہے"۔ ابن ورّاق کے مطابق اُسے خدشہ ہے کہ وہ دوسرا سلمان رشدی[9] نہ بن جائے[10]۔

[7]"Ibn Warrāq", Accessed August 26, 2015.

https://en.wikipedia.org/wiki/Ibn_Warraq

[8]Ibn Warrāq, Vice President, Accessed September 13, 2015.

https://www.newenglishreview.org/World_Encounter_Institute/

[9]احمد سلمان رشدی (پیدائش 19 جون 1947) ہندوستانی نژاد برطانوی شہری ہے وہ ناول نگار اور مضمون نگار ہے۔ اُس کے ناول "شیطانی آیات" (The satanic verses) نے مسلم دنیا میں اُس کے خلاف شدید نفرت پیدا کی اور آیت اللہ روح اللہ خمینی نے 14 فروری 1989 کو اس کے قتل کا فتویٰ جاری کی۔ جس کی وجہ سے اسے مستقل برطانوی حکومت کی جانب سے پولیس پروٹیکشن دی گئی ہے۔ جون 2007 میں کوئین الزبیتھ II نے ادب میں رشدی کی خدمات پر اسے سَر کے خطاب سے نوازا۔ 2008 میں ٹائم میگزین نے اُسے 1945 سے لے کر اس وقت تک کے پچاس عظیم انگریز مصنفین کی فہرست میں تیرھویں نمبر پر شمار کیا۔

ابن ورّاق کے مطابق " ابن وراق "ایسانام ہے جسے کئی باغی مصنفین مسلمانوں کی تاریخ میں استعمال کرتے رہے ہیں[11]۔ یہ نام نویں صدی عیسوی کے مصنف ابو عیسیٰ الورّاق[12] کی طرف اشارہ کرتا ہے[13]۔ابن ورّاق نے یہ نام 1995 میں اُس وقت اختیار کیا جب اُس نے اپنی پہلی کتاب Why I am Note a Muslim تخلیق کی۔

ابتدائی حالات زندگی اور تعلیم

1946ء میں ابن ورّاق راجکوٹ (انڈیا) میں پیدا ہوا۔ 14 اگست 1947 میں قیام پاکستان کے بعد اُس کا خاندان ہجرت کرکے کراچی آگیا۔اُس کی ماں کا س کے بچپن میں ہی انتقال ہوگیا اس کی پرورش اس کے نانی نانا نے کی اپنے ایک انٹرویو میں ابن ورّاق اس حوالے سے ذکر کرتا ہے کہ اُس کی نانی نے اُسے عربی زبان اور ناظرہ قرآن کی تعلیم دلوائی۔تاکہ وہ اسلام کا سچا اور اچھا پیروکار بن سکے[14]۔جب اُس کے باپ کو خبر ہوئی کہ اس کی نانی نے اسے ایک مقامی مدرسے میں دینی تعلیم کے حصول کے لیے داخل کروادیا ہے تو اس نے اسے انگلینڈ بلوالیا۔جہاں وہ بسلسلہ روزگار مقیم تھا۔وہاں ابن ورّاق

---

[10]"Interview with Ibn Warrāq," Der Spiegel August 2007, Accessed December 13,2015. http://09schuhe170.blog.com/2010/07/17/ibn-warraq-wikipedia-the-free-encyclopedia_153/

[11]Facts cited from introduction to interview with Warrāq. "Ibn Warrāq: Why I Am Not A Muslim". ABC Radio National. 2001-10-10. Retrieved 2007-04-01. Accessed January 13, 2016. https://en.wikipedia.org/wiki/Ibn_Warraq#cite_note-interview1-radionational

[12]ابو عیسیٰ محمد ابن ہارون الورّاق ایک عرب سکالر تھا۔جو اسلام کا بالخصوص اور مذہب کا بالعموم ناقد تھا۔وہ ایک مصلح اور معروف اسکالر ابن راوندی کا دوست تھا جس نے اپنی کتاب The Book of Emerald میں اس کا ذکر کیا۔بعض محققین اسے مسلمان اور دیگر اسے مانوی قرار دیتے ہیں۔وہ وجود باری تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حوالہ سے متشکک تھا۔

[13] Jennifer Michael Hecht, Doubt: A History: The Great Doubters and Their Legacy of Innovation from Socrates and Jesus to Thomas Jefferson and Emily Dickinson.(San Francisco: Harper2003),123.

[14]"Translation of German quotation", Accessed January 14,2016. http://www.spiegel.de/kultur/gesellschaft/islamkritiker-ibn-warraq-dieser-kalte-krieg-kann-100-jahre-dauern-a-499223.html

کو ایک اقامتی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ ورّاق کے مطابق وہ اس کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ اپنے باپ کو دیکھ سکا۔ دو برس بعد اس کے باپ کا انتقال ہو گیا۔ تب ورّاق 14 برس کی عمر کا تھا ورّاق کے مطابق وہ اپنی نوجوانی کے دور میں کافی حد تک شرمیلا تھا[15]۔ انیس برس کی عمر میں وہ مزید تعلیم کے لیے اسکاٹ لینڈ چلا گیا جہاں اُس نے یونیورسٹی آف اِیڈن برگ میں معروف مستشرق منٹگمری واٹ (W. Montgomery Watt) کے ہمراہ، فلسفہ، عربی اور اسلامیات کی تعلیم حاصل کی۔

تصنیفات اور تحقیقی کام

گریجویشن کے بعد ابن ورّاق پانچ برس تک لندن کے ایک پرائمری سکول میں استاد کے طور پر فرائض انجام دیتا رہا۔ 1982ء میں وہ اپنی بیگم کے ہمراہ فرانس چلا گیا۔ جہاں اس نے ایک ریسٹورانٹ کھول لیا بعد ازیں اس نے ایک ٹریول ایجنٹ کے ہاں کو ریئر کی ملازمت کر لی۔ مسلمان رشدی کا ناول Satanic Verses منظر عام پر آنے تک وہ یہیں کام کرتا رہا یہ وہ وقت تھا جب اسکے خیال میں اسے محسوس ہوا کہ عیسائیت اور یہودیت پر کئی اطراف سے فکری حملے ہو رہے تھے مگر اسلامی تعلیمات پر کبھی بھی اس طرح سے تنقید نہیں کی گئی تھی۔ جو ورّاق کی نظر میں فرد کی زندگی کے ہر پہلو پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اسے کسی بھی طور رہائی فراہم نہیں کرتیں۔ جس سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفقود ہو جاتی ہیں۔ ورّاق کا خیال تھا۔ کہ یورپ کے بیشتر مصنفین رشدی کا دفاع کریں گے اور اسے اظہار رائے کی آزادی کا حق دیں گے مگر انہوں نے رشدی کو ہی ہدف تنقید بنایا۔[16] اس پر اب ورّاق رنجیدہ ہوا اور اس نے خود رشدی کے دفاع کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ابن ورّاق نے Free Inquiry Magazine میں تواتر کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا جو کہ ایک امریکن سیکولر ہیومنسٹ اشاعت تھا۔ ابن ورّاق کے ابتدائی موضوعات میں Why I am Not a Muslim وغیرہ شامل تھے۔

2006ء میں اپنے ایک انٹرویو کے دوران ورّاق کا کہنا تھا کہ اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ ہے جبکہ انسانی حقوق اور جمہوریت کے اعتبار سے عوام اقتدار اعلیٰ کی مالک ہے۔ اسلام میں انسانی حقوق اور انسانی حقوق کا عالمی منشور کئی ایک مواقع پر باہم متصادم نظر آتے ہیں۔ خصوصاً جہاں جہاں عورتوں کے حقوق اور غیر مسلموں سے تعلقات کا معاملہ ہے۔ ورّاق کا مزید یہ کہنا تھا کہ اسلام میں آپ کے پاس یہ حق نہیں ہے کہ آپ اپنا مذہب چھوڑ سکیں۔ آپ پیدائشی

---

[15] "Dissident Voices", Priya Abraham, (archived November 11, 2013), Accessed December 13,2015. http://www.worldmag.com/2007/06/dissident_voices

[16] D.J. Grothe, "Ibn Warrāq - Why I Am Not a Muslim." Point of Inquiry. Accessed June 01, 2015. http://www.pointofinquiry.org/ibn_warraq_why_i_am_not_a_muslim/

مسلمان ہیں اور بس۔ارتداد یا تبدیلی مذہب کی سزا اسلام میں موت ہے۔[17] ابن ورّاق نے تاریخ قرآن پاک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ ولیہ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے متنازعہ مضامین لکھنا جاری رکھا۔اس کے ساتھ ساتھ اس نے مسلمانوں میں رواج پانے والی سیکولر ہیومنسٹ اقدار پر بھی قلم کشائی کی۔اپنی کتاب The Origins of the Koran: Classic Essays on Islamic Holy Book میں ابن ورّاق نے تھیوڈور نولڈیکی[18] کے کام سے بھی استفادہ کیا اور اس کے خیالات کی ترویج کی۔

مارچ 2006ء میں ابن ورّاق نے مسلمان رشدی سمیت گیارہ دیگر سیکولر کے حامل افراد کے ساتھ مشترکہ طور پر ایک خط پر دستخط کیے جو اسلامی دنیا میں Jyllands. Posten Muhammad cartoons Controversy کے نتیجے میں سامنے آنے والے شدید احتجاج کے جواب میں لکھا گیا۔ اس خط کا عنوان Manifesto: Together Facing the new Totalitarianism تھا[19]۔ اگرچہ ابن ورّاق کسی بھی مذہب کا پیروکار نہیں۔ تاہم وہ انسانیت اور توحید کے تصورات سے متعلق اچھی رائے رکھتا ہے۔ یہاں توحید کا لفظ Monotheism کے ترجمہ کے طور پر لکھا گیا ہے۔ابن ورّاق کے نزدیک اہل اسلام میں مقبول تصور توحید سے اس کے تصورِ توحید کی مماثلت محض لفظی ہے۔ جیساکہ پہلے مذکور ہے ابن ورّاق Institute for the Secularization of Islamic Society کا بانی ہے اگرچہ وہ اسلام کا زبردست ناقد ہے تاہم اپنے تئیں وہ سمجھتا ہے کہ اس کو بہتر بنانا اور اس کا احیاء ممکن ہے کیونکہ وہ لبرل مسلمانوں کے ایک گروپ کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے جبکہ وہ خود کو ایتھیسٹ (Atheist) یا آگناسٹک (Agnostic) قرار دیتا ہے۔2007ء میں ابن ورّاق نے سنٹر فار انکوائری کے تحت سینٹ پیٹرزبرگ میں سیکولر اسلام سمِٹ (Secular Islam Summit) کا انعقاد کیا۔ جس میں اس کے ہم خیال مصنفین مفکرین اور خود ساختہ

---

[17] Grothe, "Ibn Warrāq - Why I Am Not a Muslim."

[18] تھیوڈور نولڈیکی Theodore Noldeke (1836-1930) جرمن متشرق تھا جس نے قرآن پاک کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے مختلف سورتوں کو چار گروپوں میں تقسیم کیا جنھیں اس نے پہلا مکی دور، دوسرا مکی دور، تیسرا مکی دور اور مدنی دور کا نام دیا۔

[19] Writers issue cartoon row warning". BBC. March 1, 2006. Accessed January 13,2016. http://news.bbc.co.uk/2/hi/europe/4763520.stm, and http://wikiislam.net/wiki/Manifesto__Together_Facing_the_New_Totalitarianism

مصلحین اسلام نے شرکت کی جن میں وفا سلطان، ایان ہرسی علی اور بنفشے ژنداروں وغیرہ شامل تھے۔[20] اس گروپ نے Summit کے اختتام پر St. Petersburg Declaration جاری کیا جس میں صاحبان اقتدار کو اسلامی شرعی قوانین پر عمل درآمد روکنے سے متعلق استدعا کی گئی ہے۔ یہ اعلامیہ بالتفصیل پچھلی فصل میں بیان کیا جاچکا ہے۔

ابن ورّاق کے مضامین اکثر اوقات وال سٹریٹ جرنل اور گارڈین وغیرہ میں ادارتی صفحہ کے بالمقابل چھپتے رہتے ہیں۔ وہ جنیوا میں اقوام متحدہ سمیت کئی حکومتی اداروں میں خطاب کرچکا ہے[21]۔ اکتوبر 2007ء میں اس نے لندن میں آئی کیوٹو مباحثہ میں حصہ لیا جس میں اس کے ساتھ David Aarorovitch , Douglas Murray, Charles Glass William Dalrumple , Tariq Ramadan شامل تھے[22]۔ 2007ء سے قبل ابن وراق نے عوام میں اپنا چہرہ ظاہر نہیں کیا جس کی ایک وجہ سیکورٹی معاملات تھے جبکہ دوسری طرف وہ پاکستان میں اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے لیے آنے کا خواہش مند تھا۔ اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان ممالک میں اس کے داخلے پر پابندی ہو۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کی ویب سائیٹ پر اس کے چہرے کو Blacked Out (سیاہ) کردیا جاتا تھا۔ بعدازیں اس نے اپنے چہرہ کو ظاہر کیا اور اب اس کے فرضی نام ابن ورّاق کے ساتھ اس کی تصاویر اور ویڈیوز انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ ابن ورّاق کی پہلی کتاب Why I am Not a Muslim کے بعد مندرجہ ذیل کتب منظرِ عام پر آچکی ہیں:

1: The Origins of the Koran (1998)

2: The Quest for the Historical Muhammad (2000)

3: What the Koran Really Says: Language, Text and Commentary (2002)

4: Leaving Islam: Apostates Speak Out (2003)

---

[20] "The Saint Petersburg Declaration", Center For Inquiry, Accessed November 19, 2015. https://www.centerforinquiry.net/isis

[21] THe Campus enquirer, Volume 10, Issue 2 (March 2006), Accessed December 23,2015. http://www.centerforinquiry.net/oncampus/newsletter_archive/20061100.html

[22] "We Should Not Be Reluctant to Assert the Superiority of Western Values". (October 2007), Accessed December 23, 2015. http://www.intelligencesquared.com/events/we-should-not-be-reluctant-to-assert-the-superiority-of-western-values/

5: Defending the West: A Critique of Edward Said's Orientalism (2007)

6: Which Koran?: Variants, Manuscripts, and the Influence of Pre-Islamic Poetry (2008)

7: Virgin? What Virgins? And Other Essays

8: Why the West Is Best: A Muslim Apostate's Defense of Liberal Democracy (2011)

9: Sir Walter Scott's Crusades & Other Fantasies (2013).

10: Christmas in the Koran: Luxenberg, Syriac, and the Near Eastern and Judeo-Christian Background of Islam

11. Koranic Allusions: The Biblical, Qumranian, and Pre-Islamic Background to the Koran[23]

ابن ورّاق کے کام کی تعریف

Douglas Murray نے 2007ء میں ابن ورّاق کو دور حاضر کے عظیم ہیروز میں ایک عظیم اسلامی سکالر کے طور پر پیش کیا۔اس نے لکھا کہ اگرچہ ذاتی طور پر اس کی زندگی کو خطرات لاحق ہیں تاہم غیر متزلزل یقین کے ساتھ وہ اپنی رائے پر نہ صرف قائم ہے بلکہ اس کی ترویج میں بھی کوشاں ہے اور ایک رجحان ساز شخصیت بن چکا ہے۔دور جدید میں وہ بھی اس پروان چڑھتی فکر کے حاملین کا ہم خیال ہے جن کے نزدیک یہ سمجھنا قرین از انصاف نہیں کہ تمام کلچر برابر ہیں۔اگر ابن ورّاق پاکستان یا سعودی عرب میں ہوتا تو اس کے لیے اپنے خیالات کو ضبط تحریر میں لانا ممکن نہ ہوتا۔اور اگر وہ ایسا کرتا تو اس کے لیے زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔اس کے تحقیقی کام میں قرآنی ماخذوں پر تنقید شامل ہے۔اسلامی ممالک میں ایسی تنقید کو ارتداد گردانا جاتا ہے۔یہ ابن ورّاق جیسی فکر رکھنے والے افراد ہی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی اقدار زندگی گزارنے کا صرف ایک منفرد انداز نہیں بلکہ واحد انداز ہے۔جن کے تحت ایک فرد مکمل طور پر آزادانہ زندگی بسر کرسکتا ہے اور یہ بات انسانی تاریخ سے ثابت شدہ ہے۔[24]

---

[23]Ibn Warrāq's official website, Accessed December 12, 2015 http://ibnwarraq.com/books/

[24]Douglas Murray, I am not afraid to say the West's values are better, The Spectator, October 3, 2007. Accessed, January 18, 2016.

1996ء میں ڈینئیل پائپس (Daniel Pipes) نے Why I am Not a Muslim کے رِیویو میں ذکر کیا کہ "چند ایک مستثنیات کو چھوڑ کر ابن ورّاق نے تقریباً مکمل طور پر اسلام کی مغربی تعبیرات کو من و عن اپنایا ہے۔ ریویو کے آخر میں وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ابن ورّاق نے اپنے ترغم وغصہ، جو اس کو سلمان رشدی کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے ہونے والے سلوک کی وجہ سے تھا، کے باوجود ایک سنجیدہ اور دعوت فکر دینے والی کتاب تحریر کی ہے۔ جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان پر بھی اپنا زبردست اثر قائم کرتی ہے۔ قبل ازیں جنوری 1996 میں Pipes نے کتاب Why I am Not a Muslim پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے ایک "تحقیقی اور شاندار "کتاب قرار دیا۔[25]

ڈیوڈ پرائس جونز نے لکھا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و تعلیمات قرآن اور اس کے ماخذ اور اس کے نتیجے میں نمودار ہونے والے کلچر کا نہایت باریک بینی سے کیا جانے والا دستاویزی تجربہ ہے[26]۔ علم سیاسیات کے ماہر Peter Berkowitz نے 2008ء میں ابن وراق کی کتاب Defending the West: A Critique on Edward Said's Orientalism کے ریویو لکھا کہ مناظرانہ جوش جذبے اور حیرت انگیز علمیت کے نایاب اختلاط کے ساتھ یہ پہلی کتاب ہے جس نے ایڈورڈ سعید کے نظریات کا ابطال کیا ہے۔ جدید مغربی تہذیب کے پس منظر کے حوالہ سے ایڈورڈ سعید کے پیش کردہ دلائل ابن ورّاق کے دلائل سے غلط ثابت ہوئے ہیں[27]۔ 2009ء میں Defending the west پر لکھے گئے ریویو میں A.J. Caschetta نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ متعلقہ موضوع پر ابن

---

http://new.spectator.co.uk/2007/10/i-am-not-afraid-to-say-the-wests-values-are-better/

[25] Daniel Pipes, "Why I Am Not a Muslim," Middle East Quarterly, Vol. III, Num. 1, (March 1996), Accessed January 19, 2016. http://www.meforum.org/1107/why-i-am-not-a-muslim

[26] David Pryce-Jones, "Enough Said," The New Criterion, January 2008,Accessed January 20, 2016. http://www.newcriterion.com/articles.cfm/enough-said-3743

[27] Peter Berkowitz, "Answering Edward Said: Peter Berkowitz on Defending the West: A Critique of Edward Said's Orientalism by Ibn Warrāq," Policy Review, No. 149, June 2, 2008,Accessed January 20, 2016.. http://www.hoover.org/publications/policy-review

ورّاق کی پیش کردہ تنقید جامع اور راغب کرنے والی ہے اور ہر اس شخص کے نظریات کو متزلزل کرنے والی ہے جو سنی سنائی روایت پر ایمان رکھتا ہے۔[28]

Pryce Jones نے لکھا کہ اس تحقیق و تنقید نے کہی سُنی کہانی پر اعتقاد کو نہایت بھرپور طریقے سے توڑ دیا۔[29]

2012ء میں ابن وراق کی کتاب ?Virgins? What Virgins کے ریویو میں رائس یونیورسٹی کے اسلامیات کے پروفیسر ڈیوڈ کک نے لکھا کہ "بحیثیت ایک اسلامی اسکالر کے میں خود ابن ورّاق کے رویہ کو بہت فرحت بخش سمجھتا ہوں اور اس کی تحقیق کو بحیثیت مجموعی درست اور قدیم روایتی اسلام کی کمزور روایات کے لیے تباہ کن گردانتا ہوں"[30]۔کتاب کے تیسرے مضمون کے حوالہ سے کک (Cook) کہتا ہے کہ "یہ قریب قریب ہمارے شعبہ یعنی اسلام کی تاریخ ہی ہے اور اس کے منظّم زوال پذیر رجحان کی وجہ کے طور پر اسلام کے بنیادی مصادر پر تنقید، دیگر تنقیدی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ نہایت اہم ہے"۔[31]

ابن ورّاق کے کام پر تنقید

The origins of the Koran کے ریویو میں دینیات کے پروفیسر Herbert Berg نے ابن ورّاق کو ایک متنازعہ اور متضاد خیالات کا حامل شخص قرار دیا۔برگ نے تھیوڈور نولڈیکی کے مضمون کو سراہا جبکہ ولیم سینٹ کلیئر ٹِس ڈل کے کام کو "علمی سطح سے کم تر"قرار دیا۔اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ "ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابن ورّاق نے بہت سے مضامین کو ان کی علمی افادیت واہمیت کی بنیاد پر شامل نہیں کیا بلکہ ان کو محض اسلام مخالف ہونے کی وجہ سے اس مجموعہ

[28] A. J. Caschetta, "Defending the West: A Critique of Edward Said's Orientalism," Middle East Quarterly, Vol. XVI, Num. 1, Winter 2009, ,Accessed January 20, 2016., http://www.meforum.org/2069/defending-the-west

[29] David Pryce-Jones, "Enough Said," The New Criterion, January 2008, ,Accessed January 20, 2016. http://www.newcriterion.com/articles.cfm/enough-said-3743

[30] David Cook, "Ibn Warrāq, Virgins? What Virgins? and Other Essays." in Reason Papers: A Journal of Interdisciplinary Normative Studies, vol. 34, no. 2 ,(October 2012), 235

[31] Cook, "Ibn Warrāq, Virgins? What Virgins? and Other Essays.", 235

مضامین میں جگہ دی گئی ہے۔اگرچہ اس سے اس مجموعہ کی افادیت ختم نہیں ہوتی مگر قاری کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے۔کہ مجموعہ قرآن پاک سے متعلق حتمی تحقیقی مواد فراہم نہیں کرتا"[32]۔

مندرجہ بالا عبارت بجائے خود مستشرقین کے نہایت پر فریب انداز تحریر کی عکاس ہے۔ایک طرف ابن ورّاق کی کھلی اسلام دشمنی کو تسلیم کیا گیاہے مگر ساتھ ہی ساتھ مجموعہ کی افادیت کاذکر کرکے اس خالصتاً متعصبانہ اور حقیقت سے بعید ترآراء وخیالات کو "افادیت" کا جامہ پہنا کر علمی اور تحقیقی ہونے کی سند جاری کردی گئی ہے۔

فریڈ ڈونر نے ابن ورّاق کی کتاب (2001) The Quest for Historical Muhammad and Criticism کے حوالہ سے لکھا کہ "عربی زبان کے حوالہ سے ابن ورّاق کی علمی قابلیت مشکوک ہے اس نے عربی مواد کو کام میں لاتے ہوئے متضاد روّیئے کا مظاہرہ کیا ہے۔جابجا غیر حقیقی اور بے بنیاد دلائل دیئے ہیں اور ترمیمی نظریات کے حوالہ سے بے رحمانہ فیورٹ ازم دکھایا ہے جو علمیت نہیں بلکہ واضح اعتبار سے اسلام مخالف ایجنڈا ہے"[33]۔ مورخ اور اینتھرو پالوجسٹ ڈینیل مارٹن ویر سکو نے ابن ورّاق کی کتاب Defending the west: A Critique of Edward Said's Orientalism کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کتاب فروش کے اس جدید بیٹے (ابن ورّاق) نے پانچ سو سے زائد صفحات محض بے سروپا مباحثہ اور مناظرانہ فضولیات میں ضائع کردیئے[34]۔اِس کے تحقیقی کام The origins of the Koran کی بنیاد بذات خود St. Clair Tisdall کی کتاب "The Original Sources of the Quran پر رکھی گئی ہے جسے فرانکوئس ڈی بلوئس نے مشنری پروپیگنڈا کا ایک واضح نمونہ قرار دیا ہے۔وہ مزید لکھتا ہے کہ یہ بہت عجیب بات ہے کہ ایڈیٹر نے

[32] Herbert Berg, "IbnWarraq (ed): The Origins of the Koran: Classic Essays on Islam's Holy Book". Bulletin of the School of Oriental and African Studies, vol. 62, no. 3,(1991), 557–558

[33]Donner, Fred. Review of The Quest for the Historical Muhammad. Middle East Studies Association Bulletin, University of Chicago(2001), http://www.bismikaallahuma.org/archives/2005/book-review-of-ibn-warraqs-the-quest-for-the-historical-muhammad-ny-2000/

[34]Daniel Martin Varisco. "Orientalism's Wake: The Ongoing Politics of a Polemic".MEIViewpoints(12),(2009). http://www.mei.edu/content/orientalisms-wake-ongoing-politics-polemic

بطور مصنف اپنی کتاب Why I am not a Muslim میں ابہام کی تمام تر صورتوں کی مخالفت کی ہے اور خود کو ایک بڑے تنقیدی عقلیت پسند کے طور پر پیش کیا ہے مگر اب انیسویں صدی کے اسلام مخالف عیسائی مناظرین کے دلائل پر کلی طور پر انحصار کر رہا ہے۔[35] اسما اشرف الدین نے لکھا کہ ابن ورّاق مباحثہ کا ارادہ نہیں رکھتا اس کی کم از کم خواہش یہ ہے کہ وہ علمائے اسلام کے نقطہ ہائے نظر کو تبدیل کرکے رکھ دے اور اس کی کتاب The origins of the Koran نے غیر ضروری طور پر ماحول کو پراگندہ کیا ہے اور سنجیدہ علمی مباحث کی کوششوں کو ذق پہنچائی ہے۔[36]

خلاصۂ بحث

مندرجہ بالا حوالہ جات اور محققین کی آرا بجائے خود اس امر کی دلیل ہیں کہ ابن وراق اور اس کے ہم خیال مصنفین کا قائم کردہ ادارہ کن فکری بنیادوں پر قائم ہوگا اور کن نظریات کی ترویج اور پرچار کر رہا ہوگا۔ انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی کے تعارف سے یہ بات ظاہر ہے کہ اراکینِ ادارہ اور اس کے معاونین اُسی فکر سے تعلق رکھتے ہیں جو عقلِ انسانی کو اصل اور وحیِ الٰہی کو محض افسانوی اختراع سمجھتی ہے اور مغرب کی مادی ترقی سے مرعوب ہے۔ یہ مرعوبیت اس قدر غالب ہے کہ مادی ترقی کے ارتقاء کے ساتھ مغربی اخلاقی اقدار کا زوال اور غیر فطری رجحانات بھی انہیں وقت کی ضرورت محسوس ہوتے ہیں۔ بد اخلاقی، بے راہروی اور ہم جنس پرستی، کہ جس کے خلاف غیر مسلم مغربی دانشور بھی وقتاً فوقتاً آواز اٹھاتے ہیں، یہ اس کے حامی بن جاتے ہیں۔ یہ مضمون، انسٹی ٹیوٹ فار دی سیکولرآئزیشن آف اسلامک سوسائٹی، اس کے ترویج کردہ نظریات کے ہم خیال مصنفین کے دائرہ کار اور کام سے، بالخصوص پاکستان کے علومِ اسلامیہ کے طالب علموں اور محققین کی آگاہی کی ایک ابتدائی کوشش ہے۔ امید ہے کہ مستقبل میں انشاء اللہ العزیز اس تحقیقی مضمون کی فراہم کردہ جزوی معلومات اس راہ کے مسافرانِ تحقیق کے لیے اگرچہ جادہ نہ ہوں، منزل نشاں ضرور ثابت ہوں گی۔

[35] Blois, François de. "Review of Ibn Warrāq's The Origins Of The Koran: Classic Essays On Islam's Holy Book". Journal of the Royal Asiatic Society , vol.10, no.1,(2000): 88

[36] Āsma Asfaruddīn and Ibn Warrāq, "The Quest for the Historical Muhammad." Journal of the American Oriental Society (American Oriental Society), vol.121, no.4, (2001), 728–729